آخر میں "المقدسی" نے اپنے ان احساسات کو درج کر کے ان اختلافات کی بحث ختم کر دی ہے،

هذا التعصب الذی تری انما ثورة الجهال والمتسرفون من القصاص وغیرهم واما الامة فعلى ما ذکرت ص۳۶۵

تعصبات اور تنگ نظریاں جنہیں ہم دیکھتے ہو وہ اہل یہ شورش جاہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے اور قصہ کہانیاں سنانے والے واعظوں کی حدود سے متجاوز بیانات کے نتائج ہیں لیکن عام اسلامی امت کو ان قصوں سے کوئی تعلق نہیں۔

فقیر بھی یہی عرض کرتا چلا آرہا ہے، اسی پر اپنے اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ واللہ ولی الامر والتوفیق وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ولو شاء لهدٰکم اجمعین۔

غلامانِ اسلام

اسّی کے قریب ان صحابہ تابعین، تبع تابعین، فقہا اور محدثین اور اربابِ کشف و کرامات، اور اصحابِ علم و ادب کے سوانح حیات اور کمالات و فضائل بڑی تحقیق و کاوش سے جمع کئے گئے ہیں جنہوں نے غلام یا آزاد کردہ غلام ہونے کے باوجود ملت کی عظیم الشان خدمتیں انجام دیں جنہیں اسلامی سوسائٹی کے ہر دور میں عظمت و اقتدار کا فلک الافلاک سمجھا گیا اور جن کے علمی مذہبی تاریخی اور سماجی کارنامے اس قدر شاندار اور اس قدر روشن ہیں کہ ان کی غلامی پر آزادی کو رشک کرنے کا حق ہے اور بجا ہے یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی محققانہ، دلچسپ اور معلومات سے بھرپور کتاب اس موضوع پر اب تک کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی اس کے مطالعہ سے غلامانِ اسلام کے حیرت انگیز اور شاندار کارناموں کا نقشہ آنکھوں میں سما جاتا ہے۔ دوسرا ایڈیشن صفحات ۴۰۰ بڑی تقطیع قیمت پانچ روپے آٹھ آنے مجلد چھ روپے،

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

رحمت عالم صلعم کا پیش کردہ نظام حیات

۱ اقسط

(مولانا محمد ظفیر الدین صاحب استاذ دارالعلوم مفتاحیہ ساسی)

آج دنیا ایک ایسے نظام حیات کے لئے سرگرداں ہے، جو اسے تمام شعبہ جات زندگی میں طمانیت کی دولت وافر عطا کردے، اور جس نظام اجتماع و تمدن میں عدل و مساوات کی حکمرانی ہو، جہاں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال و توازن قایم ہو۔ انسانیت کا احترام و اکرام ہو، دھرم اور مذہب کے نام پر فتنہ و فساد کی گرم بازاری نہ ہو، نظام معیشت میں ہمواری ہو اور طبقات انسانی میں کوئی طبقہ افلاس کے قدموں میں کچلتا ہوا نظر نہ آئے، معاشرتی زندگی پاکیزہ اور بدکرداریوں سے پاک ہو، اور تمام انسانوں کی عفت و عصمت کا مکمل تحفظ ہو۔

بلاشبہ دنیا میں اس وقت تک ہزاروں مصلح اور پیغمبر تشریف لائے، اس میں بڑے بڑے انقلاب ہوئے اور راہ نماؤں نے جنم لیا، اور انسانیت کی فلاح و نجاح کے نام پر اصلاح کی سعی کی مگر اس عظیم الشان جامعیت میں جو ہمہ گیر نظام حیات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا وہ اور کہیں نظر نہیں آتا ہم آپ کے سامنے آنحضرتؐ کی زندگی اور آپ کے پیغام کا خلاصہ سرسری طور پر پیش کرتے ہیں۔

چالیس سال اپنوں میں | محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر اپنے آبائی ماحول میں گذاری، اس عرصہ میں آپ نے تجارت کی، ازدواجی زندگی گذاری، بڑوں اور چھوٹوں میں رہے اور عرب اور شہر مکہ کی ہی تہذیب و تمدن میں پرورش پاکر جوان ہوئے، مگر سوال یہ ہے کہ ان کی اس چالیس سالہ زندگی پر کسی کو کوئی جائز اعتراض ہوا؟ کسی نے آپ کے اعمال و اخلاق کا کوئی گلا اور شکوہ کیا؟ آپ کے رہن سہن اور اپنوں کے ساتھ احترام و اکرام اور محبت و شفقت پر کسی نے کوئی حرف گیری کی؟ انسانی لغزشوں اور کذب و افترا کی کسی نے ایک مثال پیش کی؟ ظلم و ستم اور جور و تعدی پر کسی کو نالاں پایا؟ مختصر یہ ہے کہ

آپ کی زندگی کے کسی شعبہ پر کسی ایک متنفس کو بھی (بشرطیکہ وہ قابل اعتماد اور منصف ہو) شکوہ سنج نہیں پائیں گے، بلکہ اس کے برعکس نظر آئے گا۔ تو یہ کہ پورے مکہ والوں کی زبان پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امین اور صادق کے پاکیزہ لفظ کے علاوہ دوسرا کوئی لفظ نہیں ہے۔

زندگی کے تیئس سال مکہ اور مدینہ میں | اب چالیس سال بعد باایں ہمہ اعتماد و اعزاز جب توحید کا لفظ زبان وحی ترجمان پر آتا ہے تو مکہ والوں میں ایک عجیب شورش پیدا ہو جاتی ہے، اور مکہ کی تیرہ سال کی زندگی کا نقشہ یہ ہوتا ہے، کہ اپنے غیر ہو گئے، مجلس احباب بزم اعدا میں تبدیل ہو گئی، چچا پیچھے پڑ گئے، اہل خاندان نے حمایت سے انکار کر دیا، سرداران قریش نے دباؤ ڈالنے کی سعی کی، قوم تند مزاجی اور درشت خوئی سے پیش آئی، قریش نے سخت وسست کہا، قتل نبی کی پے در پے جد و جہد کی گئی، صحابہ کرام پر مشق ستم جاری رہی، مسلمان خواتین کو زخم لگایا گیا، صاحبزادیؓ کو ہجرت حبشہ پر مجبور ہونا پڑا، منافقوں نے مذاق اڑایا، شانہ مبارک پر غلاظت ڈالی گئی، گردن مبارک میں پھندا ڈالا گیا، محمدؐ کی بجائے مذمم سے خطاب کیا گیا، شعب ابی طالب میں قید کر کے ترک موالات کیا گیا، جسم اطہر لہو لہان کیا گیا۔ معراج کی تکذیب کی گئی، فریب دینے کی کوشش کی گئی، بیہودہ مطالبات کئے گئے، اور بالآخر ہجرت پر مجبور کیا گیا، ہجرت کر کے نکلے تو تعاقب کیا گیا، گرفتاری پر انعام و اکرام کا اعلان کیا گیا اور کاشانہ نبوی پر پہرہ لگایا گیا، جو چند گنے چنے مسلمان ہوتے تھے سب نے وطن عزیز کو سلام رخصت کیا اور مدینہ منورہ جا پہنچے،

مدینہ منورہ پہنچے تو تعمیری کام کی طرف توجہ دی مگر مدینہ کی دس سال کی زندگی میں آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی، کہ یہود و منافقین اور کفار مکہ سے چھوٹی بڑی ۸۲ لڑائیاں لڑنی پڑیں، عزیز چچا اور رفیقہ حیات کی موت کا غم مکہ میں اٹھا چکے تھے، یہاں بھی کتنے عزیزوں کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا، پھر صحابہ کرام کی اجتماعی شہادت کا رنج و الم، حضرت حمزہؓ کی شہادت کا صدمہ عظیم اور ان کی لاش کے ساتھ وحشیانہ سلوک کا درد، اور دوسری اذیتیں علاوہ ہیں۔

تعلیمات نبوی | ۲۳ سال کی مختصر مدت اور مصائب اور دوسری مصروفیتوں کا یہ ہجوم مگر بتانا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باایں ہمہ افکار و مصائب دنیا کو کیا تعلیمات دیں، ان کی کیسی اصلاح

کی، ان کے انتشار و تشتت کو کیوں کر دور کیا، سالہا سال کی جنگ کو صلح اور آشتی سے کیسے بدلا، اور کچلی ہوئی انسانیت کو بام رفعت تک کس طرح پہنچایا،

انسانیت کا مقام | انسانیت دم توڑ چکی تھی اور آدمیت رسوا ہو رہی تھی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انسانوں کو ہدایت کی مشعل دکھائی اور بتایا کہ ساری کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے، زمین و آسمان، چاند و سورج سب انسان کے اطاعت گذار ہیں، دنیا کی تمام چھوٹی بڑی چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے ہیں، انسانیت کا مقام سب سے بلند اور عظیم و رفیع ہے، آپ نے اعلان کیا۔

سَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ	اور تمہارے کام میں اس نے رات، دن، سورج اور چاند
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ	کو لگا دیا ہے اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (نحل)	اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں

انسانوں کو توہم پرستی سے نکالا، اور بتایا کہ انسان اپنی خلقت میں سب سے اشرف ہے، خوبصورتی اور وضع قطع میں دنیا کی کوئی چیز انسان کے مد مقابل نہیں ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے اعلان فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (والتین)	بے شبہ ہم نے آدمی کو بہترین اندازے پر بنایا

مرکزیت و اجتماعیت | انسان میں خود اعتمادی پیدا کی اور بتایا کہ تم سے اوپر کوئی ہے تو وہ صرف خدا کی ذات ہے اور تم اسی کی پرستش کے لئے پیدا کئے گئے ہو، وحی محمدی نے اعلان کیا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ	اور میں نے آدمی اور جن جو پیدا کیا سو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا۔

اور یکہ انسان کا مرکزی نقطہ اسی ایک ذات کو قرار دیا، جس نے کائنات کو وجود بخشا اور اسی مرکز پر لا کر سب میں یگانگت اور اتحاد پیدا کیا، انتشار و تشتت کو دور کیا، اور سب کے لئے لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کو بنیاد قرار دیا جس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا
نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا
بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ (آل عمران)

اے اہل کتاب، آؤ ایک بات کی طرف جو ہم میں اور
تم میں برابر ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں
اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کے سوا
کوئی کسی کو رب نہ بنائے۔

کلمہ توحید میں "محمد رسول اللہ" کا کلمہ شریک کیا گیا، مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی بے کسی کا بیسیوں جگہ اعلان کیا اور اپنی عبدیت کو کبھی بھی الوھیت کے درجہ میں لانے کی سعی نہیں فرمائی بلکہ بے شمار موقعوں پر تاکید فرمائی کہ میں اس کا محض ایک بندہ اور رسول ہوں، اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا
إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ (کہف)

تو کہہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں، میری طرف وحی آتی ہے
کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔

یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ کوئی آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو، کسی نے غیب داں بتایا تو اسے روک دیا، کہ اس طرح مت کہو، یہ کوئی مخفی بات نہیں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی زندگی گذاری پتھر اٹھاتے، خندق کھودی، لکڑی توڑی، رات رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ دوسروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خود ڈرتے رہے، الوہیت کا مسئلہ جب اجاگر ہو گیا تو نظام اجتماع کی بنیاد ڈالی اور اپنے ہر عمل سے توحید کا مظاہرہ کیا۔

نظام اجتماع دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی، اور ہر بالغ مرد و عورت پر یہ فریضہ ضروری قرار دیا گیا، نماز کے اوقات متعین کئے اور سب کے لئے ایک ہی وقت مقرر کیا، فرض نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کے نام سے ایک خاص گھر بنوایا گیا، یہ جماعت کی نماز جس کو عذر شرعی نہ ہو اس پر ضروری قرار دی اسی کے ساتھ اس میں ایک شخص کو امام اور بقیہ کو مقتدی قرار دیا، اور اس طرح یہ نماز روزانہ اجتماعی زندگی کے لئے راہ عمل قرار پائی، اس میں اخوت و مساوات کی پوری پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی۔ ہر روز ہر محلہ و ہر گاؤں کی مسجد میں یہ اجتماع ہوتا ہے، ہفتہ میں تمام محلوں کو ایک جامع مسجد میں جمع کر دیا، سال میں

شہر اور دیہات کو عید گاہ میں لاکر اکٹھا کر دیا اور سال کے آخری مہینہ میں مسجد حرام کے ذریعہ سارے مسلمانوں کو یکجا کر دیا گیا، ان اجتماعوں میں سے کسی میں بھی امیر و غریب، شاہ و گدا، اور شریف و وضیع کا امتیاز باقی نہیں رکھا گیا، بلکہ سب کو ایک صف میں، ایک گھر کے اندر، ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا گیا، یہ عملی عبادت آج بھی کسی نہ کسی درجہ میں قائم ہے، اس لئے مزید توضیح اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے،

دنیاوی زندگی میں ایک امیر کی امارت ضروری ٹھہرائی گئی، خلیفۃ المسلمین امام منتخب ہوا، اس کی اطاعت جو اکثریت نے اسے منتخب کر لیا ہے ضروری ہے، اس سے انحراف جرم اور معصیت ہے، خلیفہ خود بھی احکم الحاکمین کے حکم کا تابع ہوگا، اسے کسی الٰہی قانون میں دم مارنے کی گنجائش نہیں، نماز کے متعلق رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (بقر) — اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو

مسجد میں ادا کرنے کے متعلق ارشاد ربانی ہے

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ — تم سب اپنا چہرہ ہر مسجد کے پاس سیدھا کر دو اور اس کو

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف ۳) — خالص اسی کا فرمانبردار ہو کر پکارو۔

جامع مسجد کے نظام اور ہفتہ وار اجتماع کے باب میں قرآن نے پکارا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ — اے ایمان والو، نماز جمعہ کی جب اذان پکاری جائے تو

مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور بیچنا چھوڑ دو

وَذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ)

سالانہ اجتماع کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا — اور حج کے واسطے لوگوں کو پکار دو تیری طرف پیدل

وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ — اور دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر تیری طرف آئیں،

عَمِيْقٍ (حج ۴) — تمام دور راہوں سے آئیں۔

امامت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا کانوا ثلثۃ فلیؤمھم احدھم واحقھم بالامامۃ اقرأھم (مسلم باب من احق بالامامۃ)

وہ جب تین شخص ہوں تو ان میں ایک کو ان کی امامت کرنی چاہیے اور ان میں مستحق امامت سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہے

امام کی اقتدا اور پیروی کی تاکید فرمائی۔

انما جعل الامام لیوتم بہ (بخاری انما جعل الامام الخ) امام تو بس اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

یہ چیزیں اس لئے پیش کی جا رہی ہیں کہ غور فرمایئے کہ ان میں کہیں بھی ایسا لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے جس سے پنچ ادنچ کی بو آتی ہو، شریف اور کمینہ کی بات معلوم ہوتی ہو، شودر اور برہمن کی تفریق ہو، اور پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ نظام کیسا مدریجی اور کتنا مربتط اور ٹھوس ہے۔

خلافت ارضی کے متعلق اعلان ہوا

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ بالآخر زمین پر ہمارے نیک بندے مالک ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ البتہ ان کو زمین میں خلیفہ بناویں گے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح فرمائی

اسمعوا واطیعوا وان ولی علیکم عبد حبشی ذو زبیبۃ

کہ سنو اور فرمانبرداری کرو، گو تم پر کسی حبشی بدصورت غلام کو والی بنا دیا جائے۔

طریق انتخاب کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (شوریٰ ۔۴) وہ آپس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں

یہاں بھی بار بار غور کیا جائے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت ارضی کے متعلق جو طریقہ اختیار فرمایا اس میں کہیں ذات پات اور زور زبردستی کی گنجائش ہے؟ کہیں بھی مساوات کا دامن

ہاتھ سے چھوڑ گیا ہے؟ صرف صلاحیت اور ایمان وجہِ استحقاق ہے اور انتخاب کا معاملہ باہمی مشورہ پر ہے، جو منتخب ہو گیا، اس کی اطاعت سب پر ضروری قرار دی گئی،

نظام مساوات | اسلام کا نظامِ اجتماع دیکھ چکے، اب دیکھئے آپ نے مساوات کا کیسا نظام قایم فرمایا، جو کچھ عرض کیا جا رہا ہے اسے گہری تنقیدی نگاہ سے ملاحظہ کیجئے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (حجرات-۱) — سارے مسلمان توبس بھائی بھائی ہیں۔

اس کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على	نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر،
عربي ولا لابيض على اسود ولا	نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو
لاسود على ابيض الا بالتقوى. الناس	گورے پر، مگر اصل تقوی ہے تمام لوگ آدم سے ہیں
من آدم وآدم من تراب (زاد المعاد ج ۲)	اور آدم مٹی سے ہیں۔

علاوہ ازیں خود قرآن پاک کے ذریعہ وضاحت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم	اے لوگو، تم اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان
مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا	سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (نساء)	سے بہت سے مردوں و عورتوں کو پھیلایا

شعوب و قبائل کے متعلق جو مسئلہ پیش تھا اس کو بھی کھول کر بیان فرمایا، اور بتایا کہ شرافت و رذالت خاندان اور قبیلہ میں نہیں ہے، یہ اپنے کردار اور اعمال و اخلاق میں ہے اور عند اللہ شریف وہ ہے جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ	اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور
وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ	تمہاری ذاتوں اور قبیلوں کو رکھا تاکہ تمہارے آپس کی پہچان
لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ	ہو اور اللہ کے نزدیک تم میں باعزت وہی ہے جو بڑا متقی ہے

دین کے معاملہ میں نسب و نسل کے بت کو پاش پاش کر ڈالا، اور شرافت اور بزرگی، اتقاء اور خدا ترسی کو قرار دیا، کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضرت زیدؓ کی شادی جو نسباً غلام تھے حضرت زینب بنت جحشؓ سے کی، اور اس کا تذکرہ قرآنِ پاک میں محفوظ کر دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اولیائی المتقون حیث کانوا واین کانوا (زاد المعاد) — میرے ہم کنبہ وہ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو۔

اس نظامِ مساوات میں کہیں سے کوئی خامی نظر آتی ہے؟ ایک منصف مزاج کا جواب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام کا نظامِ مساوات کلاً و جزءاً بے داغ ہے،

نظامِ عدل و انصاف دنیا میں شور بپا ہے کہ عدل و انصاف کی روشنی ہر جگہ جگمگاتی نظر آتی ہے، یورپ جو اس وقت دنیا میں سب سے بڑا متمدن خطہ ہے وہ ساری ترقی و تہذیب کے باوجود اب تک گورے اور کالے کی تفریق کرتا ہے اور قانون میں جو رعایت گورے کو اس نے دی ہے، کالے کو اس سے محروم رکھا ہے، اپنوں کے لئے جو لطف و کرم ہے غیروں کے لئے نہیں، مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ عدل و انصاف ملاحظہ فرمایئے، کہیں اس میں رو رعایت نظر آتی ہے؟

نظامِ مساوات کے ضمن میں آپ نے عدل کی جلوہ گری دیکھ لی۔ اب غور فرمایئے کہ اپنوں سے نہیں غیروں کے ساتھ عدل و انصاف کا کیا برتاؤ روا رکھا گیا ہے، بڑے بڑے عادل یہاں پہنچ کر جوشِ عصبیت میں مبہوت نظر آتے ہیں، اور قوانین میں ہمواری باقی نہیں رکھتے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر اس میں افراط و تفریط نہیں کی اور دوست و دشمن دونوں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا، عدل و انصاف کے قوانین کا اعلان فرمایا، اور آج نہیں جبکہ اس کا عام شور بپا ہے بلکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے جب کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں آ سکتا تھا،

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ (المائدہ۔ ۲) — اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کرو

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا — کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کا دامن ہرگز نہ چھوڑو

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ ۲۰) عدل کرو کہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب یہی بات ہے۔

جور و تعدّی پر جب حالات مجبور کر رہے ہوں، انسانی عقل و فہم عدل و انصاف کا ساتھ نہ دے رہی ہو، اس وقت بھی حکم ہے کہ انصاف کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے کیونکہ اسلام کی محبت و عداوت دونوں جچی تلی ہوتی ہیں، کسی موقع پر بے قابو ہونے کی اجازت نہیں ہے، اگر کوئی بے قابو فرض کر لیجیے ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ اس کی اس سلسلہ میں ہرگز امداد نہ کی جائے، بلکہ اس کے لئے سب مل کر نیکی اور تقویٰ کا اس طرح اظہار کریں کہ وہ بے جا غیظ و غضب پر شرمندہ ہو کر راہ راست پر آجائے۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (مائدہ)

اس قوم کی دشمنی جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس کا باعث نہ ہو کہ زیادتی کرنے لگو، آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو، گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ کا عذاب سخت ہے

انصاف کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد کبھی معاملہ سنگین آجاتا ہے، احترام و اکرام اور محبت و شفقت ارادوں میں جنبش پیدا کر دیتی ہے اس وقت بھی اجازت نہیں ہے کہ عدل کا دامن تار تار کیا جائے، ارشادِ رب العزت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (نساء ۲۰)

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لیے گواہی دو گو تمہارا یا تمہارے ماں باپ کا اور یا تمہارے قرابت والوں کا نقصان ہو،

یہ اعلان ہی اعلان نہیں ہے عہدِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ کے زمانہ کی تاریخ پڑھ جائیے، وہاں عمل ہی عمل ملیں گے، آپ پڑھیں گے کہ مسلمان اور یہود کا مقدمہ پیش ہوا اور فیصلہ یہود کے حق میں ہوا، تفصیل میں چونکہ جانا نہیں ہے اس لئے واقعات کی تفصیل چھوڑتا ہوں۔

نظام جنگ اور انتقام | جنگ اور انتقام کا نام ہی خوفناک ہے، یہاں اعتدال کا نام شاید کہیں نظر آئے، اگر یقین

کے ساتھ اعتدال دیکھنا ہو تو اسلام کی تاریخ پڑھئے، کہ اسلام نے نظام جنگ کتنا پاکیزہ ترتیب دیا اور انتقام کے لئے کتنا جاذب نظر اور دلنشین اصول مرتب کیا ہے، جزا اور سزاء کے متعلق رب العزت کا ارشاد ہے، کہ درگذر سے کام لیا جائے، اور اگر بدلہ ہی لینا ہو تو برابر، اور ویسا ہی ہو،

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا	برائی کا بدلہ برائی اسی کے برابر ہے، پھر جو معاف کرے اور
وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ	صلح کرے، تو اس کا اللہ کے پاس سے ثواب ہے، بیشک
الظّٰلِمِیْنَ (شوریٰ ۔۴)	اس کو زیادتی کرنے والے پسند نہیں،

دوسری جگہ فرمایا اور کیسے دلنشین انداز میں فرمایا کہ کوئی سخت بات کہے یا برا معاملہ کرے تو اس کے ساتھ رفق و ملاطفت سے پیش آنا چاہیئے۔

لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ	نیکی اور بدی برابر نہیں، یں ایسی بات کہو جو اس سے
اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ	بہتر ہو، پھر ایسا ہو کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گو یا گہرا
بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ	دوست قرابت والا ہے، اور یہ بات انھی کو ملتی ہے
حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا	جو تحمل رکھتے ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی جس
وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (حم سجدہ ۔۴)	کی قسمت بڑی ہے۔

عفو اور درگذر کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ	اگر تم معاف کرو اور درگذر کرو تو بے شک یہ عزمت
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ	کی بات ہے۔

جنگ و قتل کے متعلق فرمایا کہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور جو خدا کی یاد میں گوشہ نشین ہوں، ان کو نہ چھیڑو

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ	اور اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے
وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ	ہیں اور کسی پر زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ بے شک زیادتی
الْمُعْتَدِیْنَ (بقرہ ۔۲۳)	کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

اسلام نے کہیں بھی زیادتی اور جور و ظلم کو پسند نہیں کیا، صلح و سلامتی اسلام کے قوام میں داخل ہے، انتقام و مکافات کے سلسلہ میں اس نے بہادری اور احتیاط کی تعلیم دی، ارشاد ہوا کہ جو ہتھیار ڈال دیں اور صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں ان پر زیادتی نہ کرو۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا (النساء) — سو اگر وہ تم سے علیحدہ رہیں، پھر تم سے نہ لڑیں اور صلح پیش کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر راہ نہیں دی

جہاں جاؤ، وہاں خوب غور و فکر کو کام میں لاؤ، بغیر سوچے سمجھے کوئی کام عجلت میں نہ کر ڈالو قتل و خونریزی کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس لئے اسے خوب اچھی طرح تحقیق کر لو، ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا (النساء-۱۳) — اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو۔

پھر بے رحمی کو بھی راہ نہیں دی ہے، اگر کوئی زبان سے ایسا کلمہ کہے جو اس کے باایمان ہونے کو بتاتا ہو یا اطاعت کا اعتراف کرے تو اس کو معاف کر دیا جائے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء-۱۳) — اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

فیصلہ تو ظاہر عمل پر ہے باطن کی ذمہ داری حاکم کے ہاتھ میں نہیں ہے اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور فیصلہ جو بھی ہو انصاف کے ساتھ ہو، افراط و تفریط سے پاک اعتدال پر حکم ہے ارشاد ربانی ہے

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء-۸) — اور تم لوگوں میں جب فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اس حکم سے سرمو تجاوز کی اجازت نہیں، تاریخ اسلام میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔ غزوۂ احد میں جس خاتون (ہندہ) نے حضرت حمزہؓ کی کچی کلیجی نکال کر چبائی تھی، حضرت ابودجانہؓ نے اس کے سر پر تلوار اس غزوہ میں رکھ کر اٹھا لی تھی کہ آنحضرت کی اجازت نہیں ہے کہ عورتوں پر تلوار چلائی جائے۔[1]

---

[1] سیرۃ النبی جلد اول بیان غزوۂ احد۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا تھا جس کا سردار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مقرر فرمایا تھا، ابھی لشکر روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ آپ وفات فرما گئے چنانچہ صدیق اکبرؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اسے روانگی کا حکم فرمایا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کو روانہ کرتے ہوئے یہ نصیحتیں فرمائیں۔

"دیکھو خیانت نہ کرنا، دھوکا نہ دینا، مال نہ چھپانا، کسی کے اعضاء کو نہ کاٹنا، بڈھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درختوں کو نہ جلانا، پھل والے درختوں کو نہ کاٹنا، اور کھانے کی ضرورت کے سوا کسی بکری، گائے یا اونٹ کو نہ کاٹنا، تمہارا گذر ایک قوم پر ہوگا، جو دنیا کو چھوڑ کر اپنی خانقاہوں میں بیٹھی ہو گی تم اس سے تعرض نہ کرنا۔"[۱]

پھر دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کے معاملہ میں یہ دستور تھا کہ پہلے مخالفین پر اسلام کی دولت پیش فرماتے اگر اس پر راضی نہیں ہوتے، تو جزیہ کا مطالبہ ہوتا جس کا ماحصل یہ تھا اسلام کی حکومت تسلیم کر لی جائے، اور اس کے بعد آخری درجہ میدان کارزار کا ہوتا، ذمیوں کی تاریخ پڑھی جائے کہ وہ اسلامی حکومت میں کتنے آرام و عافیت کی زندگی گذارتے تھے، ان کی عزت و آبرو کتنی محفوظ ہوتی تھی۔

یہ تھا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ جنگ اور اصولِ انتقام، آج تو بہت سے لوگ جب اسلام کی رحمتیں عام ہو چکی ہیں یہ کہتے نظر آئیں گے کہ جنگ میں وحشت و بربریت نہیں ہونی چاہئے، مگر اس وقت تو کسی کے وہم میں بھی ایسی بات نہیں تھی، جب آنحضرت صلعم یہ نظامِ جنگ مرتب فرما کر پیش کر رہے تھے۔

نظامِ معیشت | دنیا میں تہلکہ مچا ہوا ہے کہ انسانوں میں ایسا نظامِ عمل ہونا چاہئے، کہ سارے انسان پیٹ بھر کھائیں، پہننے کے لئے ان کو کپڑا میسر ہو اور رہنے کے لئے گھر ہوں، پیٹ کے نام پر بے شمار تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں گو نتیجہ کے اعتبار سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہوتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جو نظامِ معیشت پیش فرمایا، اس میں کوئی بھی بھوکا، ننگا اور بے گھر نہیں رہ سکتا، اس کی عملی مثال خلافتِ راشدہ کا دورِ خلافت موجود ہے،

---

[۱] تاریخ ملت صفحہ ۔ ج ۲

اسلام میں زکوٰۃ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور ارکانِ خمسہ میں ایک زکوٰۃ بھی ہے، خدا سے ڈرنے والوں کی صفتوں میں ایمان بالغیب کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ ۱) اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دیا، اس سے خرچ کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ ۵) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

قرآن میں بیسیوں جگہ اس کی تکرار ہے، اور یہی وہ زکوٰۃ ہے جس کے بند کر دینے پر صدیق اکبرؓ نے تلوار اٹھائی تھی، وہ سب کچھ مانتے اور کرنے کو آمادہ تھے مگر صرف یہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلعم کے بعد زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ بہت سے صحابۂ کرام اس موقع پر پس و پیش میں تھے، کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھتے ہیں پھر صرف زکوٰۃ کے بند کر دینے پر ان کے خلاف تلوار کس طرح اٹھائیں مگر صدیق اکبرؓ کی عزیمت اور ان کے بیان سے سبھوں کا سینہ کھلا اور سب نے متفقہ طور پر طے کیا کہ جو زکوٰۃ بند کر دے اس سے لڑنا ضروری ہے اور لڑے، صدیق اکبرؓ کی اسی سوجھ پر امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں قام ابوبکر یوم الردۃ مقام الانبیاء (ارتداد کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نے نبیوں کا سا کام کیا)

بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کا واقعہ بیان کیا ہے، اس میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ جو کہتے ہیں ان سے قتال کس طرح کیا جائے گا، اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلاۃ والزکاۃ فان الزکاۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا ... لقاتلتھم علی منعہ (ریاض الصالحین ص۲۳۵) خدا کی قسم میں ان سے ضرور قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق کرے گا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر کوئی مجھ کو زکاۃ کا ایک عقال (رسی) بھی نہ دے گا اس کے روکنے پر بھی ان سے لڑوں گا۔

اس واقعہ سے اہمیت کا اظہار ہے کہ عمل بھی اس پر کس قدر ضروری ہے، ورنہ قرآن پاک میں جس قدر تاکید ہے وہی بہت کافی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے، کہ تو ان کو پاک کرے اور

وَتُزَكِّيهِم بِهَا (توبہ -۱۳) اس کی وجہ سے ان کو بابرکت کرے۔

اور اس زکوٰۃ کا منشا یہ ہے کہ مالداروں سے لے کر حاجتمندوں پر خرچ کی جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِن اللہ افترض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائھم وترد علیٰ فقرائھم متفق علیہ (ریاض الصالحین باب وجوب الزکوٰۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے حاجتمندوں کو دی جائے۔

زکوٰۃ پر چالیس روپے میں ایک روپیہ، غلہ میں اگر سینچائی نہیں لگی ہے تو دس من میں ایک من یعنی دسواں حصہ جسے اصطلاح میں عُشر کہتے ہیں اور اگر سینچنا پڑا ہے تو اس میں نصف عشر ہے یعنی بیسواں حصہ، اسی طرح ہر پائدار چیز میں زکاۃ ہے جس کی تصریح فقہار نے بتائی ہے تفصیل فقہ اور حدیث کی کتابوں میں دیکھی جائے،

غور فرمایئے صرف زکوٰۃ اور عُشر کی رقم کتنی ہوگی، پورے ملک میں جتنا غلہ پیدا ہوتا ہے اس کا دسواں اور بیسواں حصہ غریبوں کے نام پر نکل جائے گا اور نقد رقم کا چالیسواں حصہ محتاجوں کو مل جائے گا، علاوہ ازیں قرابت داروں کا حق ہے پڑوس کا حق ہے اور دوسرے حقوق ہیں، جن کی تاکید حدیث کی کتابوں میں جگہ جگہ ہے۔

پھر سرمایہ داری کو ختم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے خدائی قانون کا اعلان فرمایا، سود کو حرام قرار دیا، فریب اور کذب کی کمائی سے منع فرمایا، رشوت کو ناجائز بتایا، اور دوسرے ناجائز شعبوں پر پہرہ بٹھا دیا،

اسی کے ساتھ اسلام کا یہ قانون ہے کہ اگر تمام ضروری مدات کی وصولی اور تقسیم کے بعد بھی کچھ لوگ بھوک مر رہے ہوں اور کچھ لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ غلہ اور رقم ہو، تو خلیفۂ وقت مالداروں سے فاضل چیز لے کر مفلسوں اور بھوک مرنے والوں پر خرچ کرے،

اس سے بڑھ کر بہتر اور مکمل نظام اور کیا ہو سکتا ہے، کمیونزم میں بھی بالکلیہ مساوات نہیں ہے،

ورنہ کاشتکاری نہ ہو، کارخانے نہ چلیں، باربرداری کا کام انجام نہ پائے، ایک کاشتکاری کرنے والا صدر جمہوریہ جیسا آرام نہیں پا سکے گا اور اس جیسی عزت حاصل نہ کر سکے گا، پھر کمیونزم میں قوتِ کارکردگی مردہ کردی جاتی ہے، لوگوں میں کمانے اور محنت کا صحیح جذبہ باقی نہیں چھوڑا جاتا، اسلام کا نظام ان تمام خامیوں سے پاک ہے،

نظام عفت و عصمت | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام معیشت پیش فرمایا ہے اس میں کوئی بھول سے نہیں مر سکتا، پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا دنیا نے عفت و عصمت کی مٹی پلید کر ڈالی تھی، عورتوں کی قدر و منزلت، ذلت و حقارت میں تبدیل ہو گئی تھی، حسب و نسب کا معاملہ پیچیدہ ہوتا جا رہا تھا عصمت فروشی عام تھی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس کے خلاف آواز بلند کی، ان کی عفت و عصمت کو بیش قیمت قرار دیا، اس راستے سے جو فتنہ و فساد اٹھتے رہتے تھے ان کو بند کیا، نکاح کا ایک درست طریقہ پیش فرمایا اور اس پر عمل کی تاکید کی، زن و شو کے تعلقات کے لئے قوانین ترتیب دئے، اعلان فرمایا

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ	اپنے بے بیاہوں کا اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں
مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا	جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو اگر وہ مفلس ہوں گے تو
فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ	اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اور اللہ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ (نور)	کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے،

اس آیت کا لب و لہجہ بتاتا ہے کہ نکاح صلاحیت کے بعد ضرور کرنا چاہئے، فقر و فاقہ کا خدشہ جو نفس پیدا کرتا رہتا ہے اس طرف سے بھی بڑی حد تک تسکین دلائی گئی ہے کہ اگر مشیت ہے تو رب العزت کوئی نہ کوئی جائز شکل پیدا کر دے گا،

جس میں نکاح کی صلاحیت ہی نہ ہو، نہ بالفعل ہو اور نہ بالقوہ بلکہ وہ ہر طرح مجبور ہو، اس کو عفت کی زندگی گذارنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اشارہ ہے کہ جہاں پھر صلاحیت ہو نکاح کرلے،

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا	ایسے لوگ جن کو نکاح کی استعداد نہیں ہے ضبط

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ — کریں تا آنکہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے

(نور)

نکاح ایک بڑی نعمت ہے، انسان اپنی زندگی میں ماں باپ کے بعد بیوی سے ہی آرام و عافیت اور سکون اور چین حاصل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی عفت اور عورتوں کی عصمت کا پورے طور پر تحفظ کر سکتا ہے، رب العالمین فرماتے ہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم ۳۰)

اس کی نشانیوں میں سے یہ بات ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے جوڑے بنا دئے، تاکہ تم ان کے پاس چین حاصل کرو اور اس نے تمہارے آپس میں پیار اور مہربانی رکھی۔

شہوت کی جگہ کی حفاظت کا حکم فرمایا اور اس پر عمل کرنے والوں کو سراہا، برائی سے روکا اور زیادتی کرنے والوں کی مذمت کی، جہاں ایمان والوں کی فلاح کا تذکرہ ہے ان میں ان کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ وَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ان پر کوئی الزام نہیں ہے اور جو کوئی اس کے سوا کی جستجو کرے وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

عفت و عصمت پر غلط تہمت لگانے والوں کے لئے اسّی دُرّے سزا مقرر کی، اور اس کی گواہی کو مردود قرار دیا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور ۱)

جو پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہ فاسق لوگ ہیں۔

زناکار کی سخت سزا مقرر کی، اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو درّے اور شادی شدہ ہے اور خلوت کر چکا ہے تو اس کے لئے سنگ سار کرنے کا حکم ہے، یعنی قوم کے روبرو اس کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (نور-۱)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہو تو تم کو ان دونوں پر اللہ کا حکم جاری کرنے میں ترس نہ آئے اور کچھ مسلمان ان کی سزا کو دیکھتے رہیں

سنگسار کرنے کے باب میں حدیث میں حضرت ماعزؓ کا واقعہ مذکور ہے اور بھی بہت ساری حدیثیں ہیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے کتنا عظیم الشان نظام عفت و عصمت پیش فرمایا، اگر اس کے تمام شعبہ جات پر عمل کیا جائے، تو ممکن نہیں، دنیا میں عفت و عصمت کا تحفظ کمزور رہے، اور بہت ساری بداخلاقیاں مٹ مٹا نہ جائیں،

نظام امن وامان امن وامان جو اب ایک جنسِ نایاب بنتی جارہی ہے، اس کے متعلق بھی رحمت عالم نے جو اصول وقوانین پیش فرمائے وہ ہر طرح مکمل ہیں ان میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل-۳)

اس جان کو قتل نہ کرو، جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے لئے

قاتل کے لئے قصاص کا حکم نافذ فرمایا یعنی مقتول کے بدلہ میں قاتل بھی قتل کر دیا جائے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ (بقرہ-۲۲)

اے ایمان والو مقتولوں میں تم پر قصاص (برابری کرنا) فرض ہے، آزاد کے بدلہ آزاد، اور غلام کے بدلہ غلام اور عورت کے بدلے عورت،

اور اس کو عین زندگی بتایا کہ اس کی اہمیت اور فائدوں میں انسان غور وفکر سے کام لے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۲۲﴾ اور اے عقل والو! قصاص میں بڑی زندگی ہے

فسادی اور ڈاکوؤں کے متعلق سخت سے سخت سزا تجویز کی، تاکہ امن وامان میں کبھی خلل نہ ہونے پائے جس سے ملک کی ترقی رک جاتی ہے، پبلک میں خوف و ہراس پھیل جاتا ہے، سفر اور کہیں آنا جانا دشوار ہو جاتا ہے اور بہت ساری مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔

إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ (مائدہ)

ان کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں، یا پھانسی دئے جائیں یا ان کے ادھر کے ہاتھ اور ادھر کے پاؤں کاٹ ڈالے جائیں، یا ملک سے الگ کر دئے جائیں۔

چور کی سزا کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو رات کا سکون حرام کر دیتا ہے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ (مائدہ۔۶)

یہ اور اس طرح کے بیسیوں حکم اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائے جن سے امن وامان کا کامل تحفظ ہو جاتا ہے، کسی کو گنجائش نہیں مل سکتی ہے کہ وہ فتنہ برپا کرے

نظام تعلیم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں جگہ جگہ علم وفضل کی ترغیب دی اور ارتقاء و عروج پر برانگیختہ کیا، دور اول میں مسلمانوں نے حکمت و تہذیب کے جو قابل تقلید نمونے پیش کئے وہ سب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات کا ادنیٰ پرتو تھا، ارشاد ہوا۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر۔۱)

کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں

کہیں ترغیب کا پہلو اختیار کیا اور فرمایا۔

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

تم کو علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا،

دعا کے جملہ کے طور پر فرمایا گو خاص واقعہ ہی کے سلسلہ میں فرمایا

قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ - ۶) تو کہہ اے رب مجھ کو علم میں زیادہ کر

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم و فنون کے تحصیل کی تاکید فرمائی، ارشاد فرمایا

اطلبوا العلم ولو کان بالصین علم حاصل کرو اگر اس کے لئے چین جانا پڑے

علم کی قدر افزائی فرمائی، عالموں کی قدر و منزلت بیان کی، علم کے فضائل پر بحث فرمائی، اور مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے دل میں یہ حقیقت راسخ کی کہ علم دنیا کی بڑی نعمت اور بیش قیمت دولت ہے ارشاد نبوی ہے،

فقیہ واحد افضل عند اللہ من الف عابد ایک فقیہ اللہ کے نزدیک ہزار عبادت گذاروں سے افضل ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طالب علم کی روشنائی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے، طلبہ کے لئے ساری چیزیں دعا کرتی ہیں، حتیٰ کہ مچھلیاں سمندر کی تہ میں ان کے لئے دعا گو ہیں پھر اس کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ میں پڑھئے، علوم و فنون کا وہ کون سا میدان ہے جہاں مسلمان نظر نہ آتے ہوں اور سائنس و فلسفہ کا کون سا شعبہ ہے جو مسلمانوں کا رہین منت نہیں، پہلے پہل تحقیقات کی تشویق مسلمانوں نے پیدا کی اور کدو کاوش اور جد و جہد کا صور رحمت عالمؐ کا پھونکا ہوا ہے، حدیث کی کتابوں میں ایک مستقل باب "کتاب العلم" کے نام سے موجود ہے،

عقل و فہم سے کام لینے کی ترغیب جتنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے شاید کسی نے دی ہو، قرآن میں ہر چند سطروں کے بعد افلا تعقلون، افلا یتدبرون، لا یشعرون، لا یفقہون اور فہل من مدکر اور اس طرح کے بیسیوں الفاظ ہیں جو دماغ اور فکر و شعور سے کام لینے کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔

نظام اخلاق و اعمال | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق و اعمال کی جو بیش بہا تعلیم دی وہ تو مخصوص آپ ہی کا حصہ ہے فرمایا

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں

قرآن پاک نے اعلان کیا

إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم-۱) — اے محمد بے شک آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔

دوسری جگہ کہا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (توبہ-۱۶) — تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک رسول آیا ہے، تم کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اس پر شاق گذرتی ہے، تمہاری بھلائی پر حریص ہے، ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

اپنی امت کو مخاطب کر کے فرمایا

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آل عمران-۱۲) — تم بہترین امت ہو جن کو عالم میں بھیجا گیا، اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

ہلاک ہونے والی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المائدہ-۱۱) — وہ آپس میں برے کام سے نہیں روکتے تھے جسے وہ کر رہے تھے۔

پھر جزئی مسئلوں میں اخلاق برتنے کی تاکید فرمائی ماں باپ کی تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا ان کے لئے دعا خیر کرنے کی تاکید کی اور خلافِ ادب بات کہنے سے منع فرمایا، والدین کے متعلق ارشاد ربانی ہے

لَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (بنی اسرائیل) — تو ان کو ہوں نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے با ادب بات کہو

باہمی تعلقات کے متعلق رحمت عالم نے ارشاد فرمایا

لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل للمسلم ان یھجر — نہ قطع رحمی کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا کہو، نہ بغض رکھو، اور نہ حسد رکھو، اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ، مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین